احیاءِ دین

ماہنامہ

حیاۃً طیبۃً

راولپنڈی

جلد: 3 شمارہ: 3

ربیع الاول 1445 ہجری/ اکتوبر 2023 عیسوی

مدیر

امجد حسین

نائب مدیر

احمد ہارون

مجلسِ احباب

محمد صدیق، عرفان اکبر، شعیب احمد

زرِ سالانہ: 500 روپے (علاوہ ڈاک خرچ)

فی پرچہ: 50 روپے

برائے رابطہ: فقہ السنہ اکیڈمی، شیر زمان کالونی، گلی نمبر: 9، تلسہ روڈ، لالہ زار، راولپنڈی

0337-9828937

الخلیل پبلشنگ ہاؤس، فضل داد پلازہ، اقبال روڈ، نزد کمیٹی چوک، راولپنڈی

051-5553248_0323-8549241

akpublishing124@gmail.com

toobaa-elibrary.blogspot.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

امجد حسین

ملک کی معاشی ابتری

ملک کے معاشی حالات مسلسل دگرگوں ہوتے جا رہے ہیں۔ کمیونسٹوں کا فلسفہ تھا کہ انسانی سوسائٹی کے سب نظام معاشرت، اخلاقیات، رہن سہن، تمدن وغیرہ معاشی حالات پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہ بات سو فیصد جس طرح ٹھیک نہیں، سو فیصد غلط بھی نہیں۔ یعنی ادھورا سچ ہے اور جتنا سچ ہے، وطنِ عزیز کے موجودہ حالات اس کا عملی نمونہ ہیں۔ معاشی گرداب بلا میں گھری قوم میں اخلاقی، معاشرتی، تہذیبی المیے جنم لے رہے ہیں۔ ایک طرف خودکشیاں انفرادی بھی اور آل اولاد سمیت اجتماعی بھی روزانہ خبروں کی (صرف خبروں کی) زینت بن رہی ہیں۔ دوسری طرف سٹریٹ کرائم، وارداتیں، چوری، ڈکیتیاں، رہزنی و خونریزی کے واقعات روزانہ کا معمول بنتے جا رہے ہیں۔ تیسری طرف فاقے کے مارے انسان بچوں کو بیچنے، عزت کو نیلام کرنے، شرافت و حمیت سے دستبردار ہونے، پردہ نشینوں کا رونقِ بازار بننے، بھلے مانس انسانوں کا انسانیت کا بھرم کھونے کے واقعات تواتر سے ہو رہے ہیں۔

حدیث میں ہے:

"کاد الفقر أن یکون کفرا"

"فقر و فاقہ کفر تک پہنچا سکتا ہے"

اس کا عملی مظاہرہ ملک کے طول و عرض میں ہو رہا ہے۔ تصویر کا دوسرا رُخ یہ ہے کہ وطنِ عزیز کی ایک فیصد اشرافیہ، نوکر شاہی و افسر شاہی، تجوریوں کے مالک، کرپشن، مراعات سمیٹنے، خزانے کو کھنگالنے، اپنی سفلی خواہشات اور قارونی عزائم پورا کرنے کے لیے ٹیکس پر ٹیکس لگانے، سورج اور ہوا کے علاوہ ہر چیز کو کمرشلائز کرنے، سرمایہ داروں، صنعت کاروں، سود خوروں، تاجروں کا بلیک مارکیٹنگ کرنے، ذخیرہ اندوزی کرنے، خدائی آسمانی قحط کے بغیر ۲۲ کروڑ انسانوں کو قحط کا مزہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چھانے، خدا کی عطا کردہ عافیت وسلامتی والی زندگی کو لوگوں کے لیے جہنم بنانے میں مشغول ہے۔ ایسے حالات میں گزشتہ قوموں پر عذاب آیا کرتے تھے۔ عام لوگوں پر تو یہ سب حالات کسی عذاب سے کم نہیں۔ اشرافیہ اوران حالات کے ذمہ داروں پر عذاب کیا آیا چاہتا ہے۔ ؏

اے ظلمتِ شب تیرا یومِ حساب آ ہی گیا

لیکن ایک علاج بھی ہے، چاہو تو۔ اور وہ ہے سودی نظام یہودی نظام کیپٹلزم کو لات مار کر اللہ رسول کے دیے نظام کی طرف پلٹیں اور یہ کوئی ناممکن بات نہیں، صرف عزم وہمت کی دیر ہے، سو ہمت حوصلہ کریں، اللہ کریم مدد فرمائے گا۔

علمِ مُضر سے بچیں!

آپ عشاء کی نماز سترہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر علم حاصل کیا تو نو رکعتیں پڑھنے لگ گئے۔ آپ سیدھے سادے بندے تھے، برسوں سے عصر کی نماز آٹھ رکعتیں ادا کرتے تھے، کچھ پڑھے لکھے لوگوں کی صحبت میسر آئی تو انھوں نے بتایا کہ عصر کی چار رکعتیں تو سنت ہیں چار ہی فرض ہیں۔ آپ کو پتا چلا کہ چار تو سنت ہیں آپ نے پڑھنا چھوڑ دیں۔ جب آپ کو پتا چلا کہ سنت ہیں آپ نے چھوڑ دیا تو بتائیں سنت کو اہمیت دی یا غیر اہم سمجھا؟

آپ زندگی بھر رمضان کی قدر کرتے تھے، دن روزوں میں گزارتے اور آپ کی راتیں تراویح سے مزین ہوا کرتی تھیں، پھر کسی دن کسی عالم سے سن لیا کہ تراویح تو ایک زائد عبادت ہے۔ تیس سال پڑھنے کے بعد غیر ضروری سمجھ کر چھوڑ بیٹھے تو یاد رکھیے کہ یہ نفع بخش علم نہیں نقصان دہ علم ہے۔ یہ اللہ تعالی کی بندگی نہیں بندگی سے فرار ہے جس کو آپ علم سمجھتے ہیں۔

آج کا مسئلہ جہالت نہیں بلکہ بڑا مسئلہ علم ہے۔ آج کی جہالت معلومات نہ ہونے سے نہیں بلکہ دورِ جدید کی جہالت، معلومات کے بڑھنے سے ہے۔ لوگ اس وجہ سے گمراہ نہیں ہورہے کہ انھیں معلومات نہیں ہے بلکہ اس وجہ سے گمراہ ہورہے ہیں کہ ان کے پاس بہت زیادہ معلومات ہے۔ اور ایسا علم جو خدا کو بندے سے دور کردے وہ مفید نہیں بلکہ علمِ مضر ہے۔ اللہ تعالی ایسے علم سے بچائے جو خود اللہ تعالی سے دور کردے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

آسان فلکیات　　ابنِ صدیق

ابتدائی سیر

اصل، حقیقی اور نافع علم اس کائنات میں ہے تو قرآن وحدیث۔ اس علم کے سچے طالبوں نے امت کی راہنمائی کی چودہ سو برس۔ گرچہ وقت کی رفتار تیز ہو چکی اور برکت کم امت کی بہتر سے بہتر قیادت کے لیے امید کی کرن یہی مدرسہ چٹائی بیٹھے نونہال ہیں۔ انہی حمام وفاختہ نماؤں سے اللہ تعالیٰ اپنے امر وارادے سے پیدا کرتا ہے شاہین بلند پرواز جو اپنی بلند سطح سے پھر اہل زمین کی حالت دیکھتے اور راہنمائی کرتے ہیں۔ پس اس خیال سے کہ شاہینوں کو اپنے آسمان وزمین کے سلسلے معلوم ہوں اور گردو پیش پھیلی اللہ جل جلالہٗ کی لامحدود کائنات کا بھی اتہ پتہ ہو چند سطور پیشِ خدمت ہیں۔

اللہ جل شانہٗ خود اپنی کائنات میں، زمین وآسمان کی تخلیق میں غور کرنے کی بندوں کو دعوت دیتے ہیں:

”اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ. الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ“ (سورۃ آلِ عمران، رقم الآیۃ: ۱۹۰ و ۱۹۱)

”یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات دن کے باری باری آنے میں نشانیاں ہیں ہوشمند لوگوں کے لئے۔ یہ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بیٹھے لیٹے (ہر حال) اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق وساخت میں غور کرتے ہیں“

یوں الٰہی امر وحکم ہو گیا علم فلکیات وجغرافیہ کا حصول عقلمندوں کے لئے۔ معلوم نہیں کس لئے نصابِ مدارس سے نکالا جارہا یہ دلچسپ مضمون۔ طب تو شاید اس وجہ سے نکالا ہو کہ مثل ہے نیم حکیم خطرہ جان۔ اور آجکل طب کی بنیادی سطح جسے ایم بی بی ایس کہتے ہیں میٹرک بعد سات سال کی یکسو محنت مانگتی ہے، تخصص کے لئے باقی عمر۔ لیکن فلکیات کی بنیادی باتوں کو تو خامسے کا ایک سال بہت کافی

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھا، پھر یہ علم زندگی بھر کام آتا رہتا۔

سیر کو نکلنے سے پہلے جو مٹی دھول خاک لپٹ گئی اس علم کو اسے جھاڑنا مفید ہوگا۔ مغربی اور مشرقی فلکیوں نے (یورپی مرعوبیت کی وجہ سے) بات کی ابتدا یونانیوں کے تذکرہ سے کرنا ضروری بنا رکھا ہے۔ حق یہ ہے کہ انبیاء کے ادوار سے پہلے کی بے سروپا باتوں کو سند بنانے کا کوئی جواز نہیں۔ صدیوں قبل مسیح کے یونانیوں پاس نہ علم وحی تھا نہ ہی مشاہدہ۔ عربی فلکیات تو حضرت مسیح علیہ السلام کے آٹھ سو سال بعد ابھری اور مشاہدہ یورپ میں سترہویں صدی میں گیلی لیو کی دوربین سے شروع ہوتا ہے۔ پس ننگی آنکھ بے ایمان بے علم یونانیوں کو کہاں سے پتہ چلتا آسمانی زمینی حقائق۔ اس لئے یہ چیپٹر تو فی الفور مطالعہ فلکیات سے خارج کر دینے چاہئیں جیسے یورپ نے عرب ہیئت دانی سے زبردست فوائد سمیٹنے کے باوجود ان کا نام تک جدید فلکیات سے خارج کر رکھا ہے۔

اسی طرح کی مشکوک حیثیت ''آج کی تازہ خبر'' بھی ہے۔ مختلف مغربی سپیس ایجنسیاں دھڑا دھڑ اپنے اپنے خلائی پروگرام لانچ کر رہی ہیں اور کئی ایک تو قسم قسم دوربینیں اور بندے خلا میں بھیجتی جا رہی ہیں۔ ان بھانت بھانت تحقیقی، عسکری، موسمیاتی، مواصلاتی مشنوں کی جانب سے ''آج کی تازہ خبر''، علم فلکیات میں سنسنی خیز انکشافات اور عجب سے عجب دریافتوں کا ایک وسیع نیٹورک بنتی جا رہی ہے۔ بعض خبریں عالمی سطح پر ارتعاش پیدا کر دیتی ہیں۔ مگر صاحبو! یہ لے اٹھ بھاگ باتیں کچھ ہی عرصہ میں بھاپ و بخارات کی طرح منظر سے غائب ہو جاتی ہیں۔ ہر تازہ دریافت کو پچاسوں طرف سے جانچنا پھٹکنا پڑتا ہے۔ سینکڑوں ہی سوالات کے جواب دینا پڑتے ہیں۔ ایکدم ہر بات کو علم کی سطح پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ جدید ترین ڈسکوریوں سے بھی متاثر ہونا چھوڑ دیجئے پلیز! اگر ان نو دریافتوں میں سے کوئی بات ثقاہت کا درجہ بھی رکھتی ہوا سے علم کی سطح پر قبول عام بخشنے میں دہائیاں تو لگ ہی جائینگی۔ جلدی جلدی اثر مت لیجئے آپ!

فلک کہتے ہیں آسمان کو۔ فلکیات یعنی آسمانوں کی معلومات۔ ترجمہ میں علم اس لئے نہیں لکھا کہ قرون وسطیٰ میں دار الخلافہ بغداد پر ہلاکو حملے تک اس علم کے دنیا بھر میں اول نمبر امام مسلمان ہی تھے پس ان کی کوشش ومحنت کو علم کا درجہ حاصل تھا۔ بغداد کی رصدگاہ کا دنیا میں ثانی نہیں تھا۔ ہلاکو تباہی

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں جان و مال عزت آبرو کے ساتھ ساتھ علوم کا بہت نقصان ہوا۔ انہی میں سے ایک علم فلکیات بھی تھا۔ آج عالمی سطح پر اس لائن میں مسلمان دیگر اقوام سے کافی پیچھے ہیں اس لئے یہ باتیں ''معلومات ''ہی سمجھو فی الحال۔ اگر اپنے کچھ ہمت والے نوجوان محنت کر کے آگے نکل گئے تو ان شاء اللہ فلکیات بھی اسلامی علوم سے علم الابدان یا میڈیکل سائنسز کی طرح ایک علم یا کم ازکم ایک فن ہو جائے گا (یاد ہونا چاہئے ایک فلکی بندہ جسے اس کی حکمتوں کی وجہ سے حکیم حکیم کہا کرتے تھے اس نے عباسی خلافت کے دوران ایک چاند بنایا تھا جسے وہ دن کو ایک حوض یا کنوئیں میں چھپا رکھتا تھا اور رات کو بلند کر دیتا تھا۔ بغداد سے دو ماہ کی مسافت تک یہ چاند لوگوں کو آسمان پر نظر آتا تھا، کتنا بڑا ہو گا۔ نہ رسی تھی نہ انجن نہ پائلٹ نہ سٹیرنگ، اپنے علم سے اتارتا چڑھاتا تھا۔ یورپ کی مشاہداتی فلکیات کو آج پانچویں صدی شروع ہے کیا علم جمع کیا؟ ان سے پوچھو کوئی ایک تولے کی کنکر اسی طرح صبح آسمان پر چڑھا کر روزانہ رات کو اتار سکتے ہیں یہ؟ پس مغربی علوم اب تک علم کی دہلیز سے آگے نہیں بڑھے جیسے خود کہہ رہے ہیں کہ ساڑھے ستانوے فیصد کائنات بے نور ہے اس کے بارے ہمارا علم صفر ہے)۔

اپنی زمین فلکی معلومات میں بس ایک کرہ ہے جیسے دیگر نو سیارے نظام شمسی میں۔ سورج سے ترتیب وار نام یہ ہیں: ۱، عطارد یا مرکری۔ ۲، زہرہ یا وینس۔ ۳، زمین یا ارتھ۔ ۴، مریخ یا مارس۔ ۵، پٹی ایسٹیرائڈز، یہ چھوٹی بڑی خلا میں بکھری چٹانوں کا ملبہ ہے جو اُسی فلک میں تیر رہا ہے جس میں ان کا مادری کرہ اپنی قیامت آنے سے پہلے تیر رہا تھا (یہ ایک نظریہ ہے اور بھی نظریات ہیں)۔ ۶، زحل یا جوپیٹر۔ ۷، مشتری یا سیچرن۔ ۸، یورنس۔ ۹، نپچون۔ ۱۰، پلوٹو یا پلینیٹ ایکس (تحقیقات جاری ہیں۔ پلوٹو بارے سائنسی لوگ اپنی آراء ادل بدل کر رہے ہیں)۔ یہ سب سورج کے گرد چکر لگاتے اپنا اپنا سال مکمل کرتے ہیں۔ جتنا فاصلہ سورج سے بڑھتا جاتا ہے اتنا ان کا فلک لمبا اور سال بڑا ہو جاتا ہے۔ پہلے سیارے عطارد کا سال ۸۹ دنوں کا ہے، زہرہ کا سال ۲۲۵ دنوں کا، زمینی سال ۳۶۵ دن کا، مریخ کا سال ۶۸۷ دن کا۔ دیگر سیاروں کے سال اور بڑے ہوتے چلے جاتے ہیں کہ فاصلہ بڑھنے سے ان کی سورج کے گرد گردش لمبی ہو جاتی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

اجسامِ سماوی کے حجم اور فاصلوں کا اندازہ جناب یوں رکھ سکتے ہیں کہ اگر سچی نسبت قائم رکھنا ہو مثلاً کاغذی نقشہ پر ایک انچ فاصلہ دکھائے آسمان پر ایک لاکھ میل، اس پیمانے سے ان کا نقشہ تیار کرنا ہو تو پوری پنڈی اسلام آباد جتنی لمبائی چوڑائی کا ایک کاغذ چاہیئے۔اس نقشے پر اپنا کرہ زمین ہو گا ایک دال مسور کے دانے برابر حالانکہ زمین کا محیط ہے پچیس ہزار میل۔ اگر بالفرض اس پر سیدھی سڑک بن جائے تو وہ پورا کرہ گھوم کر واپس آئے گی۔سڑک کی کم سے کم لمبائی ہوگی ۲۵،۰۰۰ میل۔ اپنی گاڑی آپ تیز دوڑائیں موٹروے اسپیڈ سے اور صرف رات کو سونے کے لئے رکیں، دن بھر چلتے جائیں تو ایک چلّے یا چالیس دنوں میں آپ واپس آسکتے ہیں جہاں سے چلے تھے۔

اپنی زمین کا سورج کے گرد چکر ۳۶۵ دنوں اور قریب چھ گھنٹوں میں پورا ہوتا ہے جس کی وجہ سے شمسی کلینڈر کا سال ۳۶۵ دنوں کا ہے اور ہر چوتھے سال چھ گھنٹے سالانہ جمع کر کے ایک دن کا ماہ فروری میں اضافہ کر لیتے ہیں۔اسے لیپ کا سال نام دیا ہے۔اس میں فروری ۲۸ کی بجائے ۲۹ روز کا ہو جاتا ہے۔سات مہینے یعنی جنوری، مارچ، مئی، جولائی، اگست، اکتوبر اور دسمبر ۳۱ دنوں کے ہیں باقی چار ماہ یعنی اپریل، جون، ستمبر اور نومبر تیس تیس دنوں پر مشتمل ہیں۔اسے گریگورین کلنڈر کہتے ہیں۔ یہ کوئی پادری تھا چھ سو برس قبل۔آپ کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ یہ کلینڈر جو دنیا کے بیشتر ممالک میں رائج ہے پورے عدل پر مبنی نہیں، مہینہ ۲۸ سے ۳۱ دنوں میں بدلتا رہتا ہے اور اسے یاد رکھنا آسان نہیں۔نام بھی نہایت واہیات توہماتی سے ہیں۔ یونانی کفار نے انبیا کی آمد سے پہلے فرضی دیوی دیوتاؤں کے نام گھڑ رکھے تھے۔اس کے مقابل مسلمانوں کا قمری کلینڈر چاند کی گردش سے منسلک ہے پس اپنا ہر مہینہ ۲۹ یا ۳۰ دنوں کا ہوتا ہے۔رویت یعنی نیا چاند نظر آنے کا اعتبار ہے جس میں ہر انسان کے دعویٰ کا احترام ہے۔

اپنی زمین کا فاصلہ سورج سے نو کروڑ تیس لاکھ میل بتلاتے ہیں، کلومیٹروں میں ۱۴۹ ملین۔اسے ایک AU کہتے ہیں یعنی ایسٹرونامیکل یونٹ یا نجوم اکائی astronomical unit ۔ زمین سے آگے مریخ ۱.۲ اے یو، جوپیٹر ۵، سیچرن ۱۰، یورنس ۱۹، اور نیچون ۳۰ AU پر ہیں۔ نیچون کا فاصلہ سورج سے کتنا ہوا؟ ۳۰ ضرب نو کروڑ ۳۰ لاکھ میل ہو گئے ۲۷۹۰ ملین میل، کلومیٹروں میں ہو گیا

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۴۹۵ ملین کلومیٹر فاصلہ۔ملین تو آپ جانتے ہیں ناں دس لاکھ کو کہتے ہیں اور کلو ایک ہزار کو۔میٹر وہی ہوتا ہے جسے آپ کپڑا ناپنے کو استعمال کرتے ہیں۔پس کلومیٹروں میں سورج سے نظام شمسی کے فاصلے بنتے ہیں: عطارد یا مرکری: ۵۰ ملیون۔۲ زہرہ یا وینس: ۱۰۸ام۔۳ زمین یا ارتھ: ۱۴۹.۶ ملین۔۴ مریخ یا مارس: ۲۲۸م۔۵، زحل یا جوپیٹر: ۶ء۷۷۸م۔۷، مشتری یا سیچرن: ۵ء۱۴۳۳ام۔ ۸، یورنس: ۵ء۲۸۷۲م۔۹ نیچون: ۴۴۹۵ ملیون کلومیٹر۔۱۰، پلوٹو: ۵ء۳۹AU یا ۶۰۰۰ ملین کلومیٹر ۔رہی ایسٹیرائڈز کی پٹی جس کی قیامت غالباً گزر چکی اس کا فاصلہ سورج سے ہوگا ۲.۴۵AU یا ۳۷۵ ملین کلومیٹر۔

ستاروں کے اپنی زمین سے فاصلے بہت طویل ہیں۔میلوں کا پیمانہ چھوٹا پڑ جاتا ہے۔پس کائنات کی سیر میں اک پیمانہ استعمال ہونے لگا ہے ''نوری سال'' یا لائٹ ییئر light year۔بجلی یا روشنی یا نور جس رفتار سے سیدھی لکیر میں سفر کرتا ہے اس کی رفتار ناپی گئی ہے ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ۔پس اسی رفتار سے بغیر رکے چلتے چلتے ایک سال میں جو فاصلہ طے ہوگا اسے کہہ دیا ہے نوری سال۔کاغذ پنسل لے کر آپ حساب لگا لیجئے کتنے میل یا کیلومیٹر ہوگئے ایک سال میں۔ جواب: ۵.۸ ٹرلین میل یا ۹ء۴۶ ٹرلین کلومیٹر۔اس پیمانے پر آپ قریبی ستاروں سیاروں کے فاصلے ناپ سکتے ہیں۔دور والوں کے لئے اس سے بھی بڑا پیمانہ ایجاد کرنا پڑے گا۔فی الحال جو سائنسیوں نے پیمانہ استعمال کو اپنایا ہے اسے پارسک parsec کہتے ہیں۔اس کی اکائی ۳۰ء۸۶ ٹرلین کلومیٹر طویل ہے۔ایک ہزار ملین سے بنتا ہے ایک بلین یا ایک ارب اور ایک ہزار ارب یا بلین سے بنتا ہے ایک ٹرلین۔اور گزوں میلوں کا انگریزی حساب تو آپ جانتے ہونگے۔تین فٹ کا ایک گز اور ۱۷۶۰ گزوں کا ایک میل۔یوں ایک میل ڈیڑھ کلومیٹر سے کچھ زیادہ طویل ہوتا ہے۔

جہاں تک ہے تعلق جسامتوں کا یا ماس یا حجم، پورے نظام شمسی کا ۹۸.۹۹ فیصد ماس یا جسم اکیلے سورج کے اندر ماننتے ہیں۔باقی کیا رہا؟ صرف عشاریہ ۲ فیصد۔تو اس کا بڑا حصہ اکیلے سیارہ جوپٹر یا زحل میں ہے۔پس معلوم ہوگیا کہ باقی ۸ سیارے بہت چھوٹے حجم یا جسم رکھتے ہیں، خاص طور پر سورج کی جانب سے پہلے چار سیارے، مریخ تک بشمول اپنی زمین تو آسمانی وسعتوں کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

اعتبار سے بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہیں۔

اپنا سورج اس قد کاٹھ کے باوجود آسمان کی پہنائیوں میں پھیلے ان گنت دھول سے معلوم دیتے ذرات کی طرح ایک عام سائز کا ستارہ ہے۔اس سے بڑے اور چھوٹے ستارے کائنات میں موجود ہیں بے حساب۔سورج کے بعد پہلا ستارہ اپنے پڑوس میں گویا پہلا پڑوسی جسے نام دیا ہے پر اکسیما سنچری وہ ہم سے محض ۲۴۴۱. ۴ نوری سال کے فاصلے پر ہے۔اور بھی پڑوسی ستارے ہیں جیسے اپنا بابایاں پڑوسی سائرس جو ہم سے ۲. ۸ یا سوا آٹھ نوری سالوں کے فاصلے پر گھوم رہا ہے۔

سارا نظام شمسی اور گردونواح پھیلے سورج جیسے لاکھوں ستارے اللہ تعالیٰ کی ایک عجب تر مخلوق کا حصہ ہیں اور اسکے چار بازؤں میں سے ایک بازو کے اندر واقع ہیں جسے کہکشاں یا ملکی وے گیلکسی کہتے ہیں۔مزید معلومات ملنے کے ساتھ سائنسی لوگ ہر چالیس پچاس سال بعد اس کے اندر واقع ستاروں کی تعداد بڑھاتے رہے ہیں۔ پہلے سوارب کہتے تھے آجکل سورج جیسے چار سوارب ستارے اور کم از کم اتنے ہی سیارے اپنی کہکشان کا حصہ مان رہے ہیں۔

بغور دیکھئے گا تو آسمان پر آپ کو کچھ جھرمٹ شکلیں بھی نظر پڑیں گی۔انہیں کلسٹر کہتے ہیں۔تحقیق تو اک تسلسلِ کاوش کا نام ہے تاہم وقفے وقفے سے چونکاتے انکشاف ابھرتے رہتے ہیں۔چند ہی دہائیاں قبل معلوم ہوا کہ اپنا بھی اک جھرمٹ ہے جس کا حصہ اپنی کہکشان ہے۔اس جھرمٹ میں ۲۷ گلیکسیز نظر پڑیں، رکارڈ میں آئیں جن میں سے آخری یا ستائیسویں کو نام دیا تھا انڈرومیڈا۔اس میں اپنی کہکشان سے قریباً دگنے ستارے بتاتے ہیں۔آج کہہ رہے ہیں ۲۷ نہیں ۵۴ گیلکسیز ہیں ہمارے جھرمٹ میں۔

کوئی ۳۰ برس کی بات کہ اک بڑی دوربین کسی طرح خلا میں پہنچائی گئی تا کہ زمینی دھول، دھند سے بلند ہو کر صاف اور دور سے دور کی تصاویر لے سکے، نام دیا ہبل دوربین۔اس کی تصاویر سے معلوم ہوا کہ اپنی کہکشاؤں کے جھرمٹ کی طرح کے تو سینکڑوں نہیں شاید لاکھوں جھرمٹ کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں جبکہ ہر کہکشان میں کم از کم ایک ایک سوارب ستارے ہیں اور سیاروں کی تعداد تو ان کا خالق مالک ہی جانے۔خالی معلوم ستاروں کی گنتی کر کے ان کا نام یا نمبر رجسٹر میں لکھنے کو عرصہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چاہئے کئی لاکھ سال۔ یہ بات ناسا کہہ رہا ہے (نیشنل ایرو اسپیس ایجنسی امریکی حکومت کا فلکیاتی ادارہ)۔ کہکشاؤں کی تعداد بھی ہمارے علم میں بڑھ رہی ہے۔ اور آج تک اللہ تعالیٰ کی بادشاہی کا کوئی کنارہ کہ کہاں سے شروع ہوتی ہے کہاں ختم، نظر نہیں آیا۔ بیشتر فلکی تو کہہ رہے ہیں کہ اللہ کا ملک دمادم وسیع تر ہوتا چلا جا رہا ہے...اور اس کے پیچھے اک تاریک قوت **dark energy** کام کر رہی ہے جو نظر نہیں آ رہی۔

رہا مسئلہ اندھیرے اجالے کا تو کائنات کے اصولوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس جسم کے اندر روشنی اپنی ہے اسے ستارہ کہیں گے اور جس کے پاس روشنی نہیں اسے سیارہ۔ شمسی نظام کے اندر روشن صرف ایک جسم ہے جسے ہم سورج کہتے ہیں پس یہی ایک ستارہ ہے۔ دس سیاروں میں کسی کے پاس روشنی اپنی نہیں۔ اگر سورج کو ہٹا دیا جائے تو یہ موٹے موٹے چمکدار سیارے جو سرِ شام ہی نمایاں ہو جاتے ہیں موجودگی کے باوجود سب غائب ہو جائینگے، نظر نہیں آئیں گے۔ اپنے چاند کی طرح یہ سب سورج کی روشنی منعکس کرتے ہیں تو نظر آتے ہیں۔ سائنسی تو کہتے ہیں کائنات کا ۹۷.۵ فیصد ڈارک میٹر ہے **dark matter** یا کہو بے نور مادہ جو نظر نہیں آتا۔ اور جو کائنات ہم کو ستاروں وغیرہ سے مزین دکھائی دیتی ہے یہ کل تخلیقات کا ایک نہایت چھوٹا سا جزو ہے۔ خبر ہے اسی ماہ جولائی ۲۳ میں اک نئی قسم دوربین اوپر بھیجی ہے بے نور مادہ کے مطالعہ کو۔ بظاہر اس کے اندر مقناطیسی لہریں پڑھنے کی استعداد رکھی گئی ہے جو ڈارک میٹر سے نکلتی ہیں۔

بنانے والے کی عظمتوں، قدرتوں کو سلام، نہ کنکر تھا نہ پتھر نہ ریت مٹی تھی نہ پانی نہ ہوا نہ آگ۔ ایسا موجد، ایسا کاریگر، ایسا پالنہار، ایسا ڈیزائنر کوئی دیکھا کہ بغیر کسی چیز کے سب کچھ بنائے اور اسے زندگی بخشے، جب چاہے موت دے اور اس کی ہر ہر ضرورت اپنے امر وارادے سے بلا وسائل پوری کرے؟ وہ اکیلا خالق ہے، فاطر ہے، باری ہے، مصور ہے، مبدی ہی نہیں معید بھی ہے، ساری توڑ کر پھر سے بنا دے گا۔

فتبارکَ اللّٰہ احسن الخالقین ۔۔۔ الذی علم بالقلم. علم الانسان مالم یعلم۔ اختلافِ لیل ونہار ان شاءاللہ آئندہ ملاقات پر۔ فلکیات دلچسپ ہے یا مشکل؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

مکالمہ

امجد حسین

نیوٹن، آئن سٹائن اور معجزہ و کرامات

لوہے کو لوہا کاٹے، ضربُ المثل ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کی دوسری تیسری دہائی میں مشہور سائنسدان آئن سٹائن کا خصوصی نظریۂ اضافیت اور پھر عمومی نظریہ اضافیت مادیت والحاد پر استوار سائنس وفلسفہ کے ایسے ہی کاٹ کر گیا۔ لوہے کو لوہے سے کاٹا گیا، سائنس کے ایک مادیتِ خالصہ پر مبنی نظریے کو سائنس کے دوسرے نظریے نے کاٹا اور سائنسی طریقہ پر، سائنسی اصولوں پر، ریاضی و ہندسہ کے فارمولوں پر، فزکس وطبیعات کی تھیوریوں پر کس پرکھ کر کاٹا گیا۔ مادیین وملحدین ماننے پر بے بس تھے۔ توراۃ، انجیل، بائبل، قرآن اور عہد نامہ قدیم وجدید کے صحیفے اور زبوریں تو پچھلے تین ہزار سال سے یک زبان تھے اور چیخ چیخ کر کہہ رہے تھے کہ کائنات کا مادی رُخ صرف اس کا ظاہری پہلو ہے۔ اس میں اصل موثر روح اور روحانیت ہے۔ وہ روح کائنات مخفی اور پردۂ غیب میں ہے۔ لیکن نزولِ قرآن سے پہلے فلاسفۂ یونان، دانشورانِ اسکندریہ (مصر) اور عقلاء جندی شاہ پور (ایران) کو مادیتِ محضہ پر اصرار تھا۔

اسلامی دور میں یونانیوں کے حلقہ بگوش ایران وتوران کے مسلم فلاسفہ میں سے بھی بعض کو اس پر اصرار تھا جن کو مسلم اصطلاح میں زندیق قرار دیا گیا، اور صلیبی جنگوں کے بعد خصوصاً نشأۃِ ثانیہ کے دور میں مغربی فلاسفروں اور سائنسٹسٹوں نے محض مادی کائنات کے نظریے کو پروان چڑھائے رکھا۔ اٹھارہویں صدی میں نیوٹن سے پہلے مشرق ومغرب میں ہر جگہ مذاہب کا بھی ہر معاشرے میں زندہ کردار اور بھرپور رول تھا، لہٰذا فلاسفہ مادیین کے نظریۂ مادیتِ محضہ کو قبولِ عام نصیب نہ ہوسکا۔ اٹھارہویں صدی سے ایک تو مغرب نے مذہب سے بغاوت کا راستہ اختیار کیا اور ہر طرف مغرب کو اپنے پاؤں پھیلانے، سیاسی، معاشی اور عسکری فتوحات اور لوٹ گھسوٹ کرنے کے مواقع ملتے گئے۔ دوسری طرف اس صدی میں نیوٹن جیسا قد آور فلسفی وریاضی دان مغرب کو ملا، جو جدید مغرب کا باوا آدم ہے، گو ان کے چند باوا آدم اس دور کے آگے پیچھے اور بھی ہیں، لیکن یوں لگتا ہے کہ نیوٹن ان

toobaa-elibrary.blogspot.com

سب میں زیادہ اثرات جدید مغرب کی تشکیل میں رکھتا ہے۔ نیوٹن کے نظریۂ علیت، اس کے حرکت وانجذاب کے قوانین نے زمین سے آسمان تک، کائنات کے متعلق، کُرّوں، سیاروں اور کہکشاؤں کے متعلق انسان کے لیے نئی عملیت اور نظریات کی تشکیل کی، جو آئندہ دو سو سالوں تک فلسفہ و سائنس، علم و نالج کے سب شعبوں، اتھارٹیوں، اکیڈمیوں، رصدگاہوں، اصحابِ علم و تحقیق کے حواس پر چھائے رہے۔ نظریۂ علیت نے کائنات کی مشینی اصولوں اور میکانکی تھیوریوں پر تشریح کی، گویا کہ پوری کائنات ریاضی و جیومیٹری کے لگے بندھے اٹل اصولوں پر قائم ہے۔ اس میں مذہب، روحانیت، غیبیات، تقدیر کا کوئی گزر نہیں اور جب کائنات مشینی و ریاضاتی ہے تو معجزات و کرامات بالکل خلافِ عقل باتیں اور ڈھکوسلہ خیالات ہیں۔ ایسے معجزات و کرامات کبھی بھی ظہور میں نہیں آئے، یہ صرف مذہبی خوش فہمیاں اور دیومالائی باتیں ہیں، جن کی ریاضیاتی اصولوں پر مبنی کائنات میں کوئی گنجائش نہیں۔

سرسید احمد خان جس دور میں تفسیراتِ احمدی لکھ رہا تھا اور علی گڑھ کالج کو کعبہ بنا کر خود ابراہیم بنا ہوا تھا، اور قوم کے لائق فائق دماغوں کو درۂ خیبر سے خلیجِ بنگال اور راس کماری سے بمبئی کے ساحلوں تک اس کعبہ جدید کے طواف کے لیے مثل مقناطیس جذب کر رہا تھا اس وقت ابھی آئن سٹائن کا نظریہ اضافیت سامنے آنے میں تین چار عشرے باقی تھے۔ لہٰذا اس نے نیوٹن کی مادیت و ریاضیات پر مبنی نظریۂ علیت کو اصلُ الاصول بنا کر قرآن کے اور اسلامی عقائد کے بخیے ادھیڑنے شروع کیے۔ معجزات کا انکار، معراج کا انکار وغیرہ کر کے کفر والحاد کے جو ستون جو سرسید نے خود تفسیرِ قرآن میں گاڑے ہیں، یہ اسی دور کی یادگار ہیں۔

نظریۂ اضافیت نے معجزہ، کرامت وغیرہ وغیرہ سب مابعد الطبیعاتی اور مافوق العلت و مادہ چیزوں کا امکان پیدا کر کے مادی سائنس کو ریورس گیئر لگا دیا، تفصیل پھر کبھی...!

پُرسکون، خوشگوار زندگی کے لیے آپ الجھنا چھوڑ دیں۔ ایسی چیزوں سے، حالات سے اور لوگوں سے کہ جن کو آپ بدل نہیں سکتے۔ اپنی توجہ اس پر مرکوز رکھیں، جسے آپ بدل سکتے ہیں، یعنی کہ اپنا آپ...!

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

امر بالمعروف نہی عن المنکر

دنیا میں آج آٹھ ارب سے زیادہ انسان آباد ہیں۔ بتاتے ہیں دو ارب سے زیادہ اللہ کے فضل سے مسلمان ہیں بقیہ چھ ارب کافر انکاری۔ اللہ تعالیٰ کو اکیلا معبود نہ ماننے والے، اللہ کے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہ ماننے والے اور مرنے کے بعد ایک روز جی اٹھنے ،حساب اور ہمیشہ کی کامیاب یا ناکام زندگی کو نہ مانتے... یا ان تین میں سے کوئی ایک بات نہ مانتے یہ لوگ انکاری یا کافر کہلاتے ہیں۔ ان میں بیشتر تو ناواقفیت، غفلت، جہالت کا شکار ہیں، مگر کچھ پکے دشمن ایمان و اسلام بھی ہیں... اور حق دین کو دنیا میں ختم یا سرنگوں کرنے پر تلے رہتے ہیں۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: امر بالمعروف نہی عن المنکر کرتے رہو مبادا وہ وقت آجائے تم دعا مانگو قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو سوال پورا نہ کیا جائے۔ تم اپنے دشمنوں کے خلاف مجھ سے مدد چاہو اور میں تمہاری مدد نہ کروں (از ابن ماجۃ، ابن حبان عن ام المؤمنین عائشہؓ)

آج مسلمانوں کی حالت ایسی پتلی ہوگئی کہ باوجود بعض مسلمان ملکوں میں دولت کی ریل پیل بین الاقوامی سطح پر دو پیسے کی عزت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد بغیر جینا مشکل ہو چکا ہے۔ نہ دعا قبول ہوگی نہ سوال پورا ہوگا، نہ مدد ہوگی تو کیا مارے نہ جائینگے؟۔ بچت کیسے ہوگی؟

فیصلہ ہونا چاہئے کہ سب سے بڑا معروف ہے کیا۔ صاف ظاہر ہے کہ سب سے بڑی اچھائی بھلائی ایمان ہے، اسلام ہے جس کی خاطر انبیاء کرام بھیجے گئے، اللہ تعالیٰ نے وحی کا سلسلہ کھولا اور کتابیں اتاریں۔ دوسری طرف سب سے بڑا منکر کیا ہے؟۔ نظر آتا ہے کہ انکارِ حق ہے بڑا منکر، سب سے بڑی برائی جس کا نتیجہ دنیا میں خلفشار، ناکامیاں اور آگے ہمیشہ کی جھنم ہے۔ یہ بتاؤ کہ ایمان اسلام پھیلانے اور دنیا سے کفر و انکار ختم کرنے کے لئے مسلمان کیا کر رہا ہے؟ امر بالمعروف نہی عن المنکر کرینگے تو دعائیں قبول ہونگی، سوال پورے کئے جائینگے، مددیں اتریں گی۔ اگر کچھ ایسا نہیں کر رہے، حقیقت ہے کہ کچھ نہیں کر رہے، تو اس چھ ارب انسانیت اور ان کی نسلوں کے جھنم گرنے کا انتظار کر رہے کیا ہم؟ اللہ تعالیٰ یہ صورتحال پسند کرلے گا؟ کیا خاتم النبیین کی امت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین پر شکنجہ نہیں کسے گا؟

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

کفر کی پھرتیاں

آج دنیا کے اسٹیج پر کفر کی نمبرداری ہے۔ اسلام کا رعب داب شان وشوکت کہیں نام کو بھی نہیں۔ لیکن ہمارا رب کریم ہم کو حوصلہ دیتا ہے:

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ .مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ .لَكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِلْأَبْرَارِ" (سورۃ آلِ عمران ، رقم الآیۃ : ۱۹۶ الیٰ ۱۹۸)

"کافروں کا شہروں میں چلنا پھرنا تمہیں دھوکہ نہ دے یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔

لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کے لئے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہینگے ،اللہ کی طرف سے مہمانی۔ اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے نیک لوگوں کے لیے بہت بہتر ہے"

کیا یہ ہمارے لئے کافی تسلی نہیں؟ دیکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ اگر کچھ وقتی نمبرداری کافروں کے ہاتھ لگ ہی گئی تو کیا ان کے سب کام بن گئے؟ کیا وہ خوش وخرم ،مطمئن اور کامیاب ہو چکے؟ سارے کافروں کی زندگی موت پر سکون ہوگئی؟ کافر ہی تو دنیا بھر میں سب سے زیادہ واویلا مچا رہے اور روئے جا رہے ہیں۔ دنیائے کفر دراصل ایک نہیں۔ کافر کالے بھی ہیں گورے بھی ،ایک دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے۔ سوال یہ کافروں میں قدر مشترک ہے کیا؟ اول چیز حق کا انکار ہے ،لیکن یہ چیز انہیں آپس میں جوڑتی نہیں۔ دوم دنیا لوٹنا اور اپنا گھر بھرنا۔ یہ چیز جوڑنے کی بجائے کافروں کو آپس میں توڑتی ہے ،کاٹتی ہے ،ریزہ ریزہ کرتی ہے...وہ کھا گیا خبیث ، میں رہ گیا۔ سوم غلبہ حق سے خوف۔ اللہ کا دین کہیں غالب نہ آجائے ،اسلام کی ہر اچھی بات کو توڑنا مروڑنا اور خطرناک ، دقیانوسی ، بدبودار ،نقصاندہ ،خوفناک بنا کر پیش کرنا کہ اسلام کے نام ہی سے دنیا نفرت کرے اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

کانپے۔ چہارم مشترک مفادات۔ جیسے معاشی سطح پر ای یو اور برکس مگر حقیقت میں برٹنوڈ کا یہودی سرمایہ داری نظام، فوجی سطح پر ناٹو اور سیاسی سطح پر یو این سکورٹی کونسل وغیرہ۔ پنجم وقتی یا فوری عیش اور کیش، عورت کا استعمال، رشوت، بلیک میل۔ ششم اقوام وممالک کے وسائل کی چوری۔ بیشتر مسلمان ممالک کے خداداد وسائل جیسے تیل، گیس، ہیرے سونا، معدنیات کی دن دھاڑے چوری جس کا آخر کار بڑا فائدہ یہودی اٹھائے۔

رفتہ رفتہ جنگ عظیم دوم کے بعد دنیا کی دولت سودی، ممنوع اور باطلی راہوں یہودی کے آفشو رتہہ خانوں کو اُڑی جا رہی ہے۔ دنیا اپنے گھر خالی کر کے یہودی کا پیٹ پالنے کے باوجود یہودی کی مقروض ہے۔ اور اس جال سے نکلنے کا کوئی رستہ نہیں مل رہا۔ رستہ صرف ایک بندے کو معلوم ہے، مسلمان۔ پس اسی سے یہودی ڈرتا ہے اور ڈراتا ہے۔ مسلمان کی خوفناک تصویر بنا کر دکھاتا دیگر دیگر کافروں کو اسلام خلاف اپنے ساتھ ملا کر ورلڈ فورمز پر کافروں کی اکثریت بتاتا ہے۔ نہیں یاد کرتا کہ حق تنہا بھی کھڑا ہو جائے تو ابراہیم علیہ السلام کی طرح دنیائے کفر سے ٹکرانے کو کافی ہو جاتا ہے، اس کے ساتھ اللہ ہے۔ پس اے مسلمان! ایرہ غیرہ چکروں سے نکل اور اپنے اللہ کو ساتھ لینے کی کوشش کر!

پرانی بات ہے دارالعلوم کراچی میں کچھ دن کے لیے راقمُ الحروف مقیم تھا حضرت شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم العالی ایک بیان میں فرمانے لگے کہ اس دور کی آفات میں سے ایک آفت یہ ہے کہ جو شخص بھی کوئی نظریہ یا کوئی مہم لے کر اٹھتا ہے اگرچہ وہ مفید اور صحیح بھی ہو لیکن جب تک وہ اس کو ہر فرض سے بڑھ کر فرض ثابت نہ کر دے تو اس کو سکون نہیں ملتا۔

حضرت کے اس ارشاد کی صداقت کا قدم قدم پر مشاہدہ ہوتا ہے جو شخص دین کے جس شعبہ میں کام کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اس سے کام لے رہے ہیں تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ یہ سب سے بڑا فرض صرف میں ہی ادا کر رہا ہوں۔ جب تک دوسروں کی صراحتاً یا اشارۃً یا کنایۃً تحقیر اور نفی نہیں کرتا تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کا حق نہیں ادا ہو سکتا، الا ماشاء اللہ۔ حالانکہ درس و تدریس ہو یا خطابت و بیان کا میدان، دعوت و تبلیغ ہو یا دینی سیاسی جدوجہد وغیرہ، سب کی اپنی جگہ اہمیت مسلم ہے اور سب میں قحط الرجال ہے سب شعبوں کے لیے رجال سازی کی ازحد ضرورت ہے۔ (عنایت کریم)

toobaa-elibrary.blogspot.com

نظرات ابنِ صدیق

فکری قوت

اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو کئی قسم کی قوتیں عطا فرمائیں۔ان میں دل دماغ کی قوتوں کو زیادہ بڑی نعمت مانا گیا گرچہ جسمانی قوت کی طرح ہر قوت اپنے کام اور مقام پر اہم اور لاجواب نعمت ہے۔ان عطایا پر اللہ کریم کا شکر کرتا رہے انسان تو بھی عمر بھر میں شکر ادا نہیں کر سکتا۔کہیں خدانخواستہ کسی قوت میں عارضی کمی آجائے تو اُس نعمت کی قدر ہو جاتی ہے۔

جب تک انسانی تہذیب جوبن پر نہیں آئی تھی کرہ ارضی پر جگہ جگہ جنگ وجدل عام تھا ان دنوں بازوئے شمشیر زن اہم ترین قوت جانی جاتی تھی پس لوگ اپنے اپنے قبیلے کے فائیٹرز کی تعداد پر فخر کرتے تھے۔سب سے اچھا فائیٹر قوم کا سردار یا بادشاہ مقرر ہوتا تھا۔البتہ امور مملکت چلانے کے ذمہ دار دماغی صلاحیتوں کے حامل اشخاص ہوتے تھے۔فائیٹروں میں بھی زیادہ قابل اور مرتبہ میں بلند اس کو مانا گیا جو جنگ کی چالیں چل سکے اور اپنے تھوڑے فائیٹروں کو مؤثر انداز لڑا کر زیادہ فوج والے دشمن پر فتح پا سکے۔

تہذیب کے ساتھ قوت بازو کی براہ راست اہمیت جاتی رہی اور دست بدست لڑائی پرانی بات ہوگئی۔اب دماغی قوتیں استعمال کر کے نئے سے نئے ہتھیار و اسلحہ وجود میں اور منڈی میں آنے لگا۔ایسے دماغوں کی جو زیادہ مؤثر و مہلک چیزیں ایجاد کریں قدر ہونے لگی۔انسانی غور و فکر اک عظیم قوت ہے جسے اللہ کریم اپنے ہر بندے کو بخشتے ہیں۔کوئی اس سے فائدہ اٹھا کر دوسروں سے آگے بڑھ جاتا ہے۔آج دنیا کے ۲۳۰ صدر، بادشاہ اور پرائم منسٹروں میں تقریباً سارے ہی آپ کو دماغی قوت کے لوگ نظر آئینگے۔جتنی کسی کی فکری سطح بلند ہے اتنا اس کا مرتبہ زیادہ۔کلرک کی سوچ فکر اس کاغذ تک ہے جو اس کی میز پر پہنچ گیا پس اس کا مرتبہ وہی ہے۔وزیر اعظم کی فکر نہ صرف ملک کے آخری کناروں تک ایک ایک گاؤں بستی بلکہ دنیا کے بیشتر ممالک تک ہے کہ وہ ہمارے بارے کیا سوچتے کیا منصوبے رکھتے ہیں...اور یہ بھی کہ اگلے دس بیس یا سو برس میں ملک وقوم کو کس سطح تک

toobaa-elibrary.blogspot.com

اٹھانا ہے پس وزیر اعظم کا مرتبہ بہت بلند ہے۔

سوال اب یہ ہے کہ عظیم فکری قوت انسان کے فائدے میں استعمال ہوگی یا انسانوں کو نقصان پہنچانے میں۔ یہاں ایمان کام آئے گا۔ آسمانی اور نبوی تعلیمات نے انسانی قوتوں کا رخ ہمیشہ خیر و بھلائی کی جانب کیا جبکہ شیطان مردود نے تخریب و بربادی سکھائی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی سوچ فکر کا رخ معرفۃ اللہ کی طرف پھیرا۔ اسے پہچان لیا ، جان لیا تو انسان کی زندگی موت کا رخ سب سیدھا ہو گیا:

الٰہی! تجھے ایسا مانا جائے جیسا تجھے ماننا تیرا حق ہے اور تیری بات ایسے مانی جائے جیسے تیری بات ماننے کا حق ہے انت المستعان وعلیک البلاغ ولاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ کو اللہ کریم جزائے خیر دے ''حکایاتِ صحابہ'' باب اول: دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنا کے آخر میں فائدہ لکھا:

> ''ہم لوگ ترقی کے باب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسی ترقیوں کے خواب دیکھتے ہیں لیکن ... کسی وقت ذرا غور کر کے یہ بھی سوچنا چاہیے کہ ان حضرات (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے قربانیاں کتنی فرمائیں اور ہم نے دین کی خاطر اسلام کی خاطر مذہب کی خاطر کیا کیا؟''

کیا اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لینے والا چند منٹ دے گا؟ سونے سے پہلے اک گھڑی فکر کر لے سوہنا! اللہ کے مٹتے دین کو کیا دینا کہ یہ قرن اول کی سطح کو پہنچے۔ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اللہ کریم تجھے مفکر اسلام کرے اے سچے طالب!

صلائے ترکِ معاصی

مولف: ابنِ صدیق

گناہ و نافرمانیاں چھوڑنے، چھڑانے پر آؤ۔ تھوڑی بندگی بھی رنگ لائے گی۔

صفحات: 250 ہدیہ: 250 روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

سیر الصحابہ

ابوبکر قدوسی

حمص کے گورنر

عمیر رضی اللہ عنہ حمص کے گورنر تھے، حمص سوریہ کی سرسبز شاداب زمین کا جھومر، مال و دولت جہاں سیلاب کی مانند تھے کہ بہتے چلے آتے، گورنر کی شان کیسی ہوگی؟ کیسا ٹھاٹھ ہوگا؟ اک روز گورنر عمیر کو امیر المومنین کا خط ملا کہ "مدینے پہنچو" عمر کہ جن کے رعب سے شیطان بھاگ اٹھے، انسان کی کیا مجال۔ گورنر صاحب نے خط پڑھا تو لمحوں میں مدینے کو چل دیے، بنا وقت ضائع کیے نہ کوئی تیاری نہ اہتمام۔ سیدنا عمر خلیفۃ المسلمین مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھے ہیں، ایک تھکا ہارا، درماندہ شخص مسجد میں داخل ہوا، ننگے پاؤں، جسم گرد وغبار سے اٹا ہوا، ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا، اور ہاں ایک رسی بھی کندھے سے لٹک رہی تھی کہ جس کے ساتھ کچھ برتن بندھے ہوئے۔ سیدنا عمر نے دیکھا تو خوش ہو کے آگے بڑھے: "عمیر آگئے ہو! آؤ، آؤ، تم پر سلامتی ہو، آؤ، آؤ" حال پوچھا، اور حیرت سے پوچھا کہ: "خط ملا یا خود سے چلے آئے"؟

"امیر آپ کا خط ملا، تبھی تو آیا ہوں، اسباب اٹھایا اور چل دیا"

"اسباب؟" حیرت کچھ سیدنا عمر کے چہرے پر در آئی: "کون سا سامان، دکھائی تو یوں دیتا ہے سیدھے آ رہے ہو سامان کہاں ہے؟"

"سامان؟ یہ رہا میرا سامان، یہ میرا ڈنڈا ہے اس سے اپنا دفاع کر لیتا ہوں اور، تھک جاؤں تو ٹیک لگا لیتا ہوں، یہ میرا توشہ دان ہے، یہ پانی کا کٹورا ہے، ان میں کوئی شے بھی فالتو تو نہیں، ضروری ہی تو ہیں"

آنسو تھے کہ سیدنا عمر کے چہرے پر یوں برسے کہ جیسے آسمان سے ساون۔ آنکھیں بہتے بہتے مسجد کے پہلو میں واقع دو قبروں کی طرف ہو گئیں، ادھر چہرہ پھیر کے رونے لگے اور کہنے لگے: "اے اللہ اس سے پہلے کہ میرا من بدل جائے، میں عیاشی میں مبتلا ہو جاؤں، مجھے اپنے ان رفیقوں سے ملا دے، اللہ مجھے نبی کریم اور ابوبکر کے سامنے رسوا نہ کرنا، اللہ رسوا نہ کرنا" سیدنا عمر کا چہرہ مبارک اپنے ساتھیوں یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی قبور کی طرف تھا۔

آنسو تھمے تو عمیر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ: "کیا کرتے رہے، کیسے گزرتی ہے، کچھ مال بھی لے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے آئے ہو یا خالی دامن، خالی جیب''

''جو اکٹھا کرتا تھا، تقسیم کر دیتا تھا، ہاں امیر ایک درہم بھی نہ بچا، ہوتا تو بخدا آپ کے پاس لے آتا'' سیدنا عمر کی آنکھیں تھیں کہ اپنے گورنر کی ''رپورٹ'' سن کر بار بار بھیگ رہی تھیں۔ ''اچھا اب تم واپس جاؤ''

''کچھ دن اپنے گھر والوں سے رہ سکتا ہوں؟'' سوال لبوں پر آیا تو امیر پھر سے تڑپ اٹھے ''ہاں ہاں کیوں نہیں'' عمیر اپنے گھر کو چلے گئے۔ امیر المومنین نے ایک دوسرے ساتھی کو بلایا۔ یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ پیوند تو آپ کی قمیص کا بھی مستقل حصہ ہوتے لیکن ایسی غربت، ایسی سادگی ایسا افلاس یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ حمص سے شاداب علاقے کا امیر اور یوں بے سر و سامان۔

''یہ درہم کی تھیلی ہے، عمیر کے گھر جاؤ، مہمان بن کے تین دن ساتھ رہو، جو دیکھو بتاؤ اور یہ درہم آتے ہوئے اسے دے آنا''

حبیب، عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاں چلے گئے، تین دن رہے، جو کی سوکھی روٹی اور معمولی سا اس کے اوپر زیتون کا تیل، حبیب کو بھی یہی ملتا رہا سو صبر شکر کر کے کھاتے رہے۔ نہ مال کا نشان نہ دولت کے آثار، غربت اور محض غربت۔ تیسرے دن درہم کی تھیلی ان کو دی: ''امیر المومنین نے دی تھی'' عمیر کہ مسکرا اٹھتے ہیں ''میرا حال دیکھنے آئے تھے؟''

''جی ہاں! امیر نے مجھے ایسا ہی کرنے کو بھیجا تھا'' حبیب نے سر جھکا کے ہولے سے کہا۔ عمیر رضی اللہ عنہ نے تھیلی تھامی، تمام سکے نکالے، ایک کے بعد ایک غریب ہمسائے کو بھیجنا شروع کر دیے۔ ہاں گورنر تھے نا، اپنے آبائی علاقے کے دورے پر آئے تھے، کیسے نا مال لٹاتے۔ سو کچھ ہی دیر میں سب لٹا دیا، تمام درہم ختم ہو گئے۔

کچھ ہی دن میں گورنر واپس جا رہا تھا، اپنی راجدھانی حمص کو۔ اسی حال میں کہ پاؤں میں جوتے نہ تھے، ہاتھ میں ایک موٹا سا ''سونٹا'' کندھے پر ایک رسی کہ جس کے ساتھ کچھ برتن....! ؎

ہم خستہ تنوں سے محتسبو کیا مال منال کا پوچھتے ہو
جو عمر سے ہم نے بھر پایا سب سامنے لائے دیتے ہیں
دامن میں ہے مشت خاک جگر ساغر میں ہے خون حسرت مے
لو ہم نے دامن جھاڑ دیا لو جام الٹائے دیتے ہیں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کٹہرا

حافظ موسیٰ بھٹو

مادہ پرست معاشرے کا بہت سارے نفس پرست افراد سے مل کر بننا

اصلاح نفس کا کام ایسا ہے جو ہم سب کی ناگزیر ضرورت ہے اس لئے کہ اس کے بغیر نفس کے برپا کردہ فساد اور اس کے اثرات سے بچنا ممکن نہیں ہماری انفرادی اجتماعی اور قومی زندگی میں جو بھی فساد موجود ہے، وہ نفس کی قوتوں ہی کا پیدا کردہ ہے، نفس اپنی بڑائی چاہتا ہے، نفس اپنی الوہیت یعنی سب سے افضل اور برتر ہونے سے کم پر راضی نہیں ہوتا نفس زیادہ سے زیادہ دولت کے ذریعے اپنے حرص و ہوس کے جذبات کی تسکین چاہتا ہے نفس اپنی معاصر شخصیتوں کو حقیر حالت میں دیکھنا چاہتا ہے، اور اپنی شخصیت کی موجودگی میں دوسری شخصیتوں کی نفی چاہتا ہے، نفس شہرت اور جاہ چاہتا ہے۔

جب بہت سارے افراد نفس کی ان خرابیوں کا مرکز بن جاتے ہیں تو اس سے معاشرہ اناؤں کے ٹکراؤ اور ہمہ جہتی بحران سے دوچار ہونے لگتا ہے، اگر ملک میں قانون کی بالادستی نہ ہو تو اناؤں کا یہ ٹکراؤ ریاست کو خطرے کی حالت سے دوچار کر دیتا ہے، اس سے دولت چند خاص طبقات کی طرف مرتکز ہونا شروع ہو جاتی ہے اور عام لوگ معاشی اعتبار سے محتاجی اور بے بسی کا منظر بن جاتے ہیں۔

نفس خواہشات کا مرکز ہے یہ خواہشات اکثر منفی اور مادی نوعیت کی ہوتی ہیں ان خواہشات کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ایک خواہش کو پورا کیا جائے تو دوسری خواہش کروٹ لینے لگتی ہے۔ اس کے بعد تیسری خواہش غرض کہ خواہشات کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے، جو شروع ہو جاتا ہے، کسی بھی مرحلے پر آ کر یہ خواہشات رُکنے اور تھمنے کا نام نہیں لیتیں مثلاً ایک شخص اگر کروڑ پتی ارب پتی اور کھرب پتی بھی بن جاتا ہے تو وہ اس پر قانع نہیں ہوتا ایک ممتاز ماہر نفسیات کے مطابق انسان کے نفس کی حالت یہ ہے کہ اگر موچی کو بھی آدھی دنیا کا خزانہ دیا جائے تو وہ اس پر مطمئن نہیں ہوگا بلکہ وہ باقی آدھے خزانے کے حصول کے لئے مالداروں سے حالت جنگ میں رہے گا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نفس پرستی کی قوتوں نے لگ بھگ ہر دور میں انسانی معاشروں کو شدید بحران سے دوچار کیا ہے نفس پر اللہ کی الوہیت کو غالب کرنے کے لئے جو انبیاء کرام مبعوث ہوئے، نفس پرست انسانوں نے اکثر ان انبیاء کو جھٹلایا اور ان کا مقابلہ کیا۔ اللہ نے انسان کی آزمائش کے لئے نفس کی صورت میں جو خوفناک قوت رکھی ہے، اس قوت کو مطیع کرنا قابو کرنا اسے مہذب بنانا اور اسے اللہ کی اطاعت میں دینا یہی وہ کام ہے، جس سے انسان کی فلاح و بہبود وابستہ ہے۔

نفس کو بگاڑنے میں مادہ پرست معاشرہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ مادہ پرست معاشرہ بہت سارے نفس پرست افراد سے مل کر بنتا ہے، بالخصوص مقتدر طبقات پر مشتمل افراد ایسی مادی تہذیب کو وجود میں لاتے ہیں جس سے ہر وقت نفس کے جذبات موجزن اور مشتعل ہوتے رہتے ہیں اور افراد کی خواہشات کی حکمرانی ہونے لگتی ہے، مادہ پرست معاشرے میں افراد کی انفرادی اصلاح کا کام مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ مادہ پرستی پر مبنی میڈیا کے ذرائع دل اور ذہن کو ہر وقت مسموم کر کے ان کو فساد زدہ بنا دیتے ہیں۔

خالص مادہ پرست معاشروں کے مقابلے میں مسلم معاشروں کی حالت اگرچہ کچھ بہتر ہوتی ہے اذانوں کی آواز سے افراد کے کانوں میں اللہ کی بڑائی سنائی دیتی ہے، گھروں میں بھی دینداری کے کچھ نہ کچھ اثرات موجود ہوتے ہیں۔ مسلم معاشرے میں اصلاح نفس کا کام خالص مادی نوعیت کے معاشروں کے مقابلے میں نسبتاً آسان کام ہے، تاہم مشکل ضرور ہے۔ اصلاح نفس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ جن افراد کی فطرت سلیمہ کے کچھ اجزاء محفوظ ہیں وہ قرآن سے تعلق اور نوافل سے شغل کے ذریعے اصلاح کی راہ پر گامزن ہو سکتے ہیں لیکن بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ معاشرہ اور تعلیمی نظام عام طور پر فطرت سلیمہ کے اجزاء کو بُری طرح متاثر کر دیتا ہے۔

اصلاح نفس کی دوسری جو بہتر صورت ہے وہ یہ ہے کہ صالح افراد کے ماحول سے تعلق مستحکم کیا جائے۔ قرآن میں اسی کی تاکید فرمائی گئی ہے:

يَـاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورة التوبة، رقم الآية: ١١٩)

toobaa-elibrary.blogspot.com

''اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور صادقین کی معیت اختیار کرو''

صادقین وہ ہوتے ہیں، جو قول و فعل کے تضاد سے پاک ہوتے ہیں جن کی عملی زندگی پاکیزہ خطوط پر استوار ہوتی ہے، جن پر صبغۃ اللہ (اللہ کا رنگ) غالب ہوتا ہے۔

امت میں ہر دور میں اصلاح نفس کا یہی طریقہ رائج رہا ہے کہ اہل اللہ کی صحبت اور ان سے رابطے کے ذریعے ہی زندگی کے رنگ ڈھنگ کو بدل کر اسلام سے ہم آہنگ بنانے کی صورت پیدا ہوتی رہی ہے۔ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ انسان اپنی زندگی میں سب سے زیادہ جس کا اثر قبول کرتا ہے وہ صحبت ہی ہے، اچھی صحبت سے بُرے سے بُرا انسان اچھا بن جاتا ہے اور بُروں کی صحبت سے اچھا انسان بھی بُرا بن جاتا ہے۔ صحبت کی یہ اہمیت ایسی مسلمہ ہے جسے بیان کرنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے سوا لاکھ انبیاء کرام مبعوث فرمائے جب کہ کل کتابیں اور صحیفے ۱۰۴ نازل فرمائے۔ اللہ کی یہ سنت بھی بتاتی ہے کہ انسانوں کی ہدایت بذریعہ انسان ہی ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے موجودہ دور میں پاکیزہ روحانی شخصیت کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ وہ کسی اہمیت کی حامل نہیں ہوتی اس ناقص تصور کی وجہ سے ہمارے جدید اور مذہبی نظام تعلیم میں پاکیزہ روحانی شخصیت سے فیض کے حصول کے لئے ان کی صحبت کے عمل کو نصاب کا حصہ نہیں بنایا گیا ہے، اس کا نتیجہ ہے کہ علم پر عمل کی صلاحیت پیدا نہیں ہو پاتی اور معاشرے میں نفسانفسی اور دنیا داری کے میلانات غالب سے غالب تر ہوتے جا رہے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم اس کام کی اہمیت کو تسلیم کریں اور اسے اولین ترجیح دیں تا کہ افراد سازی اور سیرت سازی کی صورت پیدا ہوتی رہے اور معاشرے میں سلیقہ انسانیت اور سلیقہ عبدیت کے حامل افراد کثرت سے پیدا ہوتے رہیں۔

علاج تو ہے

مولف: ابنِ صدیق

مجموعۂ عملیات از کلام اللہ المجید و کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صفحات: 200 ہدیہ: 100 روپے

toobaa-elibrary.blogspot.com

شذرات　　　　شعیب احمد

کام کی باتیں

ایذائے مسلم حرام ہے

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

" **الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ**"(صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۱۰)

''مسلمان (حقیقت میں) وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں''

اس حدیثِ مبارکہ میں دوسرے مسلمانوں کو ایذاء سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چاہے ہاتھ کے ذریعہ ایذاء ہو یا زبان کے ذریعہ ایذاء ہو۔ زبان کے ذریعہ ایذاء پہنچانے کی تین شکلیں ہیں، تینوں سے ہی بچنا ضروری ہے۔ اولؔ لسانی ایذاء یعنی زبان سے کسی کو اشارہ کر کے چڑانا۔ دوسرےؔ صوتی ایذاء یعنی سے آواز نکال کر کسی کو تکلیف پہنچانا خواہ وہ بات اپنے معنیٰ و مفہوم کے اعتبار سے درست ہی کیوں نہ ہوں، مثلاً لاؤڈ اسپیکر کا بے محابا اور نا رَوا استعمال۔ تیسرےؔ قولی ایذاء یعنی ایسی بات کہنا کہ جو دوسرے کے لیے تکلیف دہ ہو۔ درج بالا حدیث کی روشنی میں ان تینوں صورتوں سے بچنا لازم ہے۔

اسی طرح ہاتھ سے تکلیف پہنچانے میں دوسرے کو بلا وجہ مار پیٹ کرنا اور اس کی آبرو ریزی کرنا اور دیگر تمام صورتیں داخل و شامل ہے۔ حدیث میں زبان اور ہاتھ کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا کہ عموماً یہی دو اعضاء دوسروں کی ایذاء کا باعث بنتے ہیں، ورنہ کسی دوسرے ذریعے سے بھی دوسروں کی تکلیف کا سبب بننا حرام اور گناہ ہی ہے۔ ایذائے مسلم ایسے ہی حرام ہے جیسے جھوٹ بولنا حرام ہے۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا ایسے ہی گناہ ہے جیسے چوری کرنا گناہ ہے۔ لیکن یہ ایسی برائی ہے کہ جس میں آج ہماری اکثریت مبتلا ہے اور اس کے گناہ ہونے کا احساس بھی ہمارے دلوں میں باقی نہیں رہا۔ ایذائے مسلم کی قباحت اور برائی جاننے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے، اگر ہم سمجھیں تو:

''**وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا** " (سورة الأحزاب، رقم الآية: ۵۸)

''اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے ایذاء پہنچاتے ہیں، انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے سر لے لیا ہے'' (احزاب)

toobaa-elibrary.blogspot.com

طائفہ

احمد ہارون

حجۃ الاسلام شیخ قاسم نانوتویؒ

(1248 ہجری تا 1297 ہجری)

قاسمُ العلوم والخیرات، حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی رحمہ اللہ بانی دارالعلوم دیوبند کا وطن قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور تھا۔لگ بھگ ۵۰ سال حیاتِ مستعار کے ملے۔ یہ عام طبعی عمر ۶۰، ۷۰ سال سے بھی ایک عشرہ کم مدتِ حیات ہے۔اس مختصر عمر میں بھی حیاتِ جاودانی کے لافانی نقوش اس فانی دنیا پر چھوڑے ۔علم وعمل، سیرت وکردار، عزم وعزیمت، جہد وجہاد، سادگی وفنائیت، غناوسیر چشمی، ورع اور تقویٰ، ایک مثالی ومعیاری زندگی کے یہ تمام کینوس آپ نے اپنی عبقریت سے خوب بھرے۔ 1857 عیسوی کے جنگِ آزادی کے سربکف مجاہد اور ہراول دستے کے لیڈر و رہنما اور 1867ء میں دارالعلوم دیوبند نامی مدرسہ کے بانی مبانی تھے۔جس ادارے نے تعلیم وتعلم کے ساتھ ساتھ پون صدی تک جدوجہد آزادی کی قیادت کی، کئی تحاریک استخلاص وطن کے لیے برپا کیں۔ عبقری رجال کار، لیڈر وزعماء، آزادی کے تحریکوں کے لیے بھی اور علم ودین کی اشاعت وتجدید کے لیے بھی فراہم کیے۔ قاسمُ العلوم والخیرات اور حجۃُ الاسلام کے القاب معاصر علماء ومشائخ نے آپ کے لیے تجویز کیے۔

فرنگی اور ہنود دونوں نے ہندوستان میں الحاد وارتداد کی تحریکیں شروع کیں۔ پادری اور پنڈت مذہبی میدان میں اور مستشرقین واہلِ تجدد جدید تعلیم وسیاسیات کے میدان میں برصغیر میں اسلام کی بیخ کنی اور مسلم قوم کے اسلام سے انحراف کے لیے اتارے، اس وقت مسلم عوام وخواص کے لیے یہ چومکھی جنگ کا نہایت ہی مشکل، پیچیدہ، مشکلات وخطرات سے بھرا ہوا میدان تھا۔جس کے لیے علم وعمل اور سیرتِ کردار سب میں عبقریت کے حامل لوگوں کی ضرورت تھی۔ اللہ پاک نے اس نازک دور میں جن چند نمایاں ترین ہستیوں سے کام لیا۔ان میں آپ سرِ فہرست تھے۔ میلہ خدا شناسی، سب اہلِ مذاہب کو دینِ حق کی دعوت نہایت موثر، عالمانہ اسلوب میں آپ کا خطاب ہے، جو خوبصورت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کتاب کی صورت میں محفوظ ہے۔اسی طرح تقریر دلپذیر، قبلہ نما، حجۃ الاسلام وغیرہ کتب ہیں۔

یہ تحریری وتقریری دونوں میدانوں میں وہ کام اور قیمتی علمی سرمایہ ہے جس نے عیسائیت کے فروغ کے لیے پادریوں کے طوفانِ بے تمیزی کے آگے اور ہندومت کے شیوع کے لیے برہمنوں، پنڈتوں کے تابڑتوڑ حملوں کے آگے سدِ سکندری بنایا۔تا آنکہ دونوں محاذوں پر اسلام اور مسلمانوں کی علمی فتح ہوئی، قوم کے بہت سے بھٹکے ہوؤں اور تشکیک کا شکار لوگوں کے لیے ہدایت اور دین کی طرف مراجعت کا باعث بنا۔

دارالعلوم دیوبند کے لیے آپ کے قائم کردہ آٹھ اصول (اصولِ ہشتگانہ):

(1)......کارکنانِ مدرسہ کی حتی الامکان عطیات کی کثرت پر نظر رہے، خود (فراہمی تعاون کے لیے) کوشش کریں، دیگر حضرات سے بھی کہیں۔

(2)......طلبہ کے بقائے طعام بلکہ افزائشِ طعام میں مدرسہ کے خیر اندیش کوشاں رہیں

(3)......مشیرانِ مدرسہ ملحوظِ خاطر رکھیں کہ مدرسہ کی خوش اسلوبی اصل سمجھیں۔اپنی رائے پر اصرار ہرگز نہ کیا جائے، اگر اہلِ مشورہ کو اپنی رائے کے خلاف اور دوسروں کی رائے کے موافق ہونا ناگوار گزرے تو پھر اس مدرسہ کی بنیاد میں تزلزل آجائے گا۔

(4)......انتہائی ضروری ہے کہ مدرسین مدرسہ باہم متفق المشرب ہوں اور علم کا لبادہ اوڑھنے والے ابن الوقت علماء کی طرح خود بین کا شکار نہ ہوں، جو ہر کسی کے لیے موجبِ ایذا رسانی ہوتے ہیں۔

(5)......مقدارِ خواندگی کا طے شدہ وقت پر پورا ہونا ضروری ہے، جو مشورہ سے طے کر لی گئی ہو

(6)......اس مدرسہ میں جب تک ذرائع آمدن یقینی نہ ہوں گے، اس وقت تک یہ مدرسہ بشرط توجہ الی اللہ خوب سے خوب چلے گا، اور اگر آمدن کا کوئی یقینی راستہ متعین ہو گیا تو کچھ یوں نظر آتا ہے کہ خوف ورجا کا یہ سرمایہ جو رجوع الی اللہ کا سبب ہے، بنیاد سے جاتا رہے گا، الغرض آمدن اور تعمیرات میں ایک قسم کی بے سروسامانی ملحوظ رہے۔

1297 ہجری/1880 عیسوی کو آپ اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ ع رفتند ولے نہ از دلِ ما

toobaa-elibrary.blogspot.com

گوشۂ ادب **الطاف حسین حالی**

بعثتِ نبوی سے پہلے کا عرب

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا — جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانہ سے پیوند جس کا جُدا تھا — نہ کشورستاں تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پَرور — کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے ساماں تھے واں میسر — کنول جس سے کِھل جائیں دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آبِ باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش فشاں — لووں کی لپٹ بادِ صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں — کھجوروں کے جُھنڈ اور خارِ مغیلاں

نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی
عرب اور کُل کائنات اُس کی یہ تھی

نہ واں مصر کی روشنی جلوہ گر تھی — نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی — خُدا کی زمین بن جُتی سر بسر تھی

پہاڑ اور صحرا میں ڈیرا تھا سب کا
تلے آسماں کے بسیرا تھا سب کا

کہیں آگ پُجتی تھی واں بے محابا — کہیں تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا — بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا
کرشموں کا راہب کے تھا صید کوئی — طلسموں میں کاہن کے تھا قید کوئی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ملکوں کی کاپی ادارہ

تاجکستان (Tajakistan)

اسلام آباد سے فاصلہ: کیپٹل دوشنبہ چار سو میل شمال مغرب کی جانب ساڑھے ۳۸ شمال اور ۶۹ مشرق پر۔ خرچہ: کم۔

ذرائع آمدورفت: ہوائی سفر، بری راستے، کھلنے پر۔ شارع ریشم پر مسگر سے تاجک سرحد کا فاصلہ بتیس میل مگر سڑک ہے نہیں، بنا لیں تو کیا حرج۔ چترال سے ہوائی سفر منٹوں کا ہے۔ cap Doshanbe

وقت: ہمارا اور تاجک وقت ایک ہی ہے، کوئی فرق نہیں۔ زبانیں: تاجک، ترکی، ازبک، روسی، عربی، فارسی۔

رقبہ: ۵۵ ہزار مربع میل یا ایک لاکھ ۴۳ ہزار کیلومیٹر مربع (صوبہ سندھ جتنا)۔ ملک بلند و بالا پہاڑ ہے، جہاں کئی پہاڑی سلسلے ہمالیہ، ہندوکش، تئن شان وغیرہ ملتے ہیں۔ جغرافیہ دان اسے پامیر ناٹ کہتے ہیں یعنی پہاڑی سلسلوں کی گانٹھ جس کا نام ہے پامیر، صرف وادی فرغانہ کا رقبہ ہموار و زرخیز ہے۔

آبادی: سات ملین۔ دوشنبہ: دس لاکھ۔ زیادہ وادی فرغانہ کی طرف، تھوڑے آمو دریا پر آباد ہیں باقی تقریباً خالی۔

پڑوسی ممالک: چین، افغانستان، کرغیزستان، اُزبکستان، قازحستان، پاکستان۔ انڈیا پڑوسی نہیں مگر اسے مارخور اور پریشنل جنگی ہوائی اڈہ دے رکھا ہے۔

مسلمان آبادی اور اس کی تفصیل: سبھی مسلمان ہیں بحمداللہ۔ مگر سکولر روایت کی واچڈاگ حکومت نے ۱۸ سال لئے اتنا اقرار کرنے کو کہ یہ ایک مسلمان ملک ہے جبکہ ۹۷٪ لوگ مسلمان ہیں حنفی مسلک۔ عالمی کفر نے ایڑی چوٹی کا زور لگا رکھا کہیں اسلام نہ آجائے۔

آب و ہوا اور موسم: سردی شدید، گرمی معتدل۔ وادی فرغانہ کا موسم نیم گرم خنک۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرنسی اور اقتصادیات: پھل، سبزیاں، تیل، گیس، لوہا، تانبا، یورینیم، قدرتی وسائل، افزائش حیوانات اور کپاس کی دولت سے مالا مال ملک ہے۔ کپڑے اور قالین بافی کی صنعتیں قائم ہیں۔ جی ڈی پی ۲۷ بلین ڈالر سالانہ (ایکس کیمونسٹ شماریات معیاری نہیں)۔

عمومی دینی حالات: ستر برس کے کیمونسٹ قبضہ کی بدولت بیشتر لوگ دین کو بھول چکے تھے اب نئے سرے سے کلمہ ایمان تازہ کر رہے ہیں مگر پرانے ظلم و جبر کے حکومتی ادارے اور پالیسایاں قائم ہیں۔ آدھی سے زیادہ آبادی نوجوان ہے جو دین کی جانب آنا چاہتے ہیں اور اسلام کا نظام لانے کو طرح طرح سے متحرک ہیں، کوئی واضح منزل اور متفقہ رہنما نہیں۔

کام کے حالات: عام خیال ہے کہ جدھر فرغانہ جائے گی اُدھر ہی وسطی ایشیا جائے گا۔ وادی فرغانہ کا ایک چوتھائی ان کے حصہ آیا ہے جو ملک کے شمالی کونہ میں واقع ہے۔ لوگ اچھے متدین اور محنتی ہیں، مہمان نواز ہیں اور بات کے پکے۔ تقریباً سو فیصد لوگ خواندہ ہیں۔ کام نیا ہے، جفاکش جماعت جائے۔ خوب گھوم پھر کر ہر خیال کے طبقات میں سلام دعا کرے۔

عام حالات: اسلام کا نہایت پرانا مرکز ہے۔ بڑے بڑے علماء اور بزرگ اس خطہ سے اٹھے۔ شیخ سعدیؒ، عمر خیام، امیر خسرو، مشہور شعراء فردوسی اور رودکی اسی جگہ پیدا ہوئے۔ افغانستان اور چین دونوں کا اس علاقے پر دعویٰ تھا۔ ۱۸۶۰ میں جب دونوں فوجیں لڑ بھڑ کر ختم ہو گئیں تو اوٹ سے روسی زار کی فوجیں چپکے سے آ کر چڑھ بیٹھیں۔ کیمونسٹوں نے اسلام کو ختم کرنے کی بار بار سر توڑ کوششیں کیں مگر قربانی پہ قربانی دے کر مسلمانوں نے اپنے دین کو بچایا۔ زیر زمین مدارس اور حفاظ کرام نے بہت کام کیا۔ دارالحکومت میں سیاسی کشمکش روز اول سے عروج پر ہے جو بنیادی طور پہ قدیمی کیمونسٹوں اور مسلمانوں کے درمیان ہے مگر ایک تیسرا عنصر جمہوریت نوازی کے نام سے داخل کیا گیا ہے۔ کئی مرتبہ مذاکرات ہوئے اور ٹوٹے، کئی مرتبہ میدان کارزار گرم اور ٹھنڈے ہوئے۔ یہ شاید دنیا کا واحد ملک ہے جسے پاکستان نے آزاد ہوتے ہی پچاس ملین ڈالر کی امداد دی۔ کیمونسٹ روسی دور سے بڑے ڈیم کا پہاڑی منصوبہ جس سے بجلی پیدا کر کے برامد کرنا تھی (اس پر ہماری بھی نظریں تھیں) نامکمل پڑا ہے۔ معدنیات اور تیل گیس سے مالا مال ملک ہے مگر کیمونسٹ دور میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

اِنہیں کمزور رکھا گیا۔ وہی وہی لوگ حکمران ہیں، آزادی کی ربع صدی میں اسلام و کفر کے درمیان فیصلہ نہیں ہوسکا، کدھر کو چلنا ہے۔ لوگ اسلام کو حکومت کفر کو مائل۔

ضروری نکات: جماعت پہنچتے ہی خوقند روانہ ہو جائے اور وادی کے کناروں مثلاً اسفرآء، کانے بدآم اور کاسّی کے نواحی دیہات پر توجہ دے تو ان شاء اللہ عافیت سے کام اٹھ سکتا ہے۔ پیدل جماعت سیَر دریا کے دونوں کناروں پہ سہولت سے چل سکتی ہے اور بستی بستی ٹھہر کر کام کر سکتی ہے۔ آمو دریا بارڈر ٹاؤنز میں نہ ٹھہریں۔ دارالحکومت دوشنبے اندر بھی ٹھہرنا نہیں۔ پہاڑ پر کام کرنے میں حرج نہیں۔ زیادہ بلندی پہ نہ جاسکیں تو دریائے آکسو یا مُرغاب کے دونوں کناروں پہ شہر روشن سے شیمک تک تو کام کر ہی لیا جائے۔ بستر پورا گرم ہو۔

اللہ کے محبوب بندے!

جب میں آسمان کو دیکھتی ہوں، میری آنکھیں حیرت سے بولتی ہیں کہ کیا میں وہاں مشہور ہوں؟ کیا میرا نام آسمانوں میں سب جانتے ہیں؟ کیا آسمانی فرشتے مجھے پہچانتے ہیں؟ بالکل ایسے جیسے اداکاراؤں کو لوگ اس دنیا میں جانتے ہیں کہ یہ مشہور ہیں، لوگ اِن سے ملنا چاہتے ہیں۔

میں حیران ہوں، کیا میرا رب مجھ سے ملنا چاہتا ہے؟ کتنے خوبصورت ہیں وہ لوگ جن سے میرا رب ملنا چاہتا ہے۔ کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو وہاں مشہور ہیں۔

میری آنکھیں جب آسمان کی طرف دیکھتی ہیں تو دعا کرتی ہیں، اے میرے رب مجھے اُن لوگوں میں شامل کردے جن کا نام آپ کے آسمانوں میں مشہور ہے، جن کا نام آسمانی فرشتے جانتے ہیں، جن کے لئے آپ جبریل علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ یہ میرا بندہ ہے میں اس سے پیار کرتا ہوں تم بھی اس سے پیار کرو۔ اور جبریل علیہ السلام فرشتوں سے کہتے ہیں اللہ اور میں اس بندے سے پیار کرتے ہیں! تم سب بھی اس سے پیار کرو۔ مجھے اُن لوگوں میں شامل کردیجیے جن کی سرگوشیاں آپ کے تخت پر پہنچ جاتی ہے۔

(امِ عبیداللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

طب و عملیات

امجد حسین

ناف ٹل جائے تو اس عمل سے جگہ پر آئے گی

ناف ٹلنے پر پیٹ دُکھتا ہے، ناف کے آس پاس دُکھن اور درد محسوس ہوتا ہے۔کھانے سے طبیعت بند ہو جاتی ہے۔ کچھ کھائیں تو ہضم نہیں ہوتا۔معدہ پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔ کمر میں اور پٹھوں میں کھچاؤ ہوتا ہے۔ناف ٹلنے کی خود یوں بھی تشخیص کر سکتے ہیں کہ چت لیٹ کر ناف کی جگہ انگوٹھا رکھ کر دبائیں۔اگر انگوٹھے کے نیچے ناف کی دھڑکن ہو تو ناف ٹھیک ہے، ٹلا ہوا نہیں ہے۔لیکن اگر انگوٹھے کے نیچے ناف کی حرکت نہ ہو، بلکہ آس پاس، دائیں بائیں دھڑکن محسوس ہو رہی ہو تو ناف اپنی جگہ سے ہٹا ہوا ہے۔ اس کے لیے نہار پیٹ کچھ ورزشیں بھی ہیں، کچھ ادویہ بھی ہیں اور جھاڑ پھونک بھی ہے۔سرِ دست کرنے کا یہ آسان اور مختصر عمل ملاحظہ ہو۔سیدھا لیٹ کر ناف پر انگوٹھا رکھ کر کچھ دبائیں، آنکھیں بند کر کے ایک دفعہ درود شریف تین دفعہ سورہ فاطر کی یہ آیت:

”إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا“ (سورة فاطر، رقم الآية: ٤١)

پڑھیں، یا کسی اور سے پڑھوائیں، انگوٹھے پر پھونک کر انگوٹھا ناف پر دبائیں یا براہِ راست ناف پر پھونکیں۔ایسا تین دفعہ کریں۔اس طرح یہ آیت ۹ دفعہ پڑھی جائے گی، آخر میں پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھیں۔

”جس ماحول میں ساری نگاہیں آپ کی طرف اُٹھ رہی ہوں اور وہ نگاہیں یہ سوچ رہی ہوں کہ اس نے داڑھی کیوں رکھی ہوئی ہے؟ اس نے کُرتا کیوں پہنا ہوا ہے؟ اس نے شلوار ٹخنوں سے اوپر کیوں کر رکھی ہے؟ اس نے ٹوپی اور پگڑی کیوں پہن رکھی ہے؟ اور ان ساری باتوں کا جواب یہ ہو کہ ایسا اس وجہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہے، آپ کے رنگ میں سر سے پاؤں تک رنگا ہوا ہے، تو اگر سینکڑوں نگاہوں کو صرف آپ کے حلیے اور وجود سے یہ جواب مل رہا ہو تو کیا یہ معمولی سعادت ہے؟ (مفتی سید عدنان کاکاخیل صاحب مدظلہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

بہنوں کا صفحہ شعیب احمد

بے پردگی قدامت پرستی ہے

اسلام کی آمد سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں عورت کی کوئی عزت نہ تھی۔ دیگر اسباب کی طرح جہاں چاہتی منتقل کی جاتی یا وراثت میں دیگر سامان کی طرح منتقل ہوتی۔ کچھ کھانے صرف مردوں کے ساتھ مخصوص تھے عورتیں ان سے فائدہ نہیں اٹھاسکتیں تھی۔ ایک آدمی جتنی عورتوں سے چاہتا شادی کر لیتا اور اُن کے حقوق کی ادائیگی سے غفلت پر کوئی اس سے پوچھنے والا اور کوئی اسے ٹوکنے والا نہ تھا۔ غرضیکہ جاہلی معاشرہ میں عورت کے ساتھ ظلم وستم اور بدسلوکی عام طور سے روا سمجھی اور رکھی جاتی تھی اور عورتوں کے حقوق وفرائض کی ادائیگی میں شدید کوتاہی برتی جاتی تھی۔

اسلام نے عورت کے سر پر عفت وعصمت کا تاج سجایا اور عزت وآبرو کو اس کے گلے کا ہار بنایا۔ اسلام نے عورت کا مقام اور مرتبہ متعارف کرایا اور اس مظلوم ہستی کو حقوق دِلائے۔ اسلام کے ابتدائی زمانے میں عورتوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں ایک مضبوط حمایتی اور پشت پناہ حاصل ہوگیا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كُنَّا نَتَّقِي الكَلاَمَ وَالِانْبِسَاطَ إِلَى نِسَائِنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، هَيْبَةَ أَنْ يَنْزِلَ فِينَا شَيْءٌ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكَلَّمْنَا وَانْبَسَطْنَا (صحيح البخارى، رقم الحديث: ٥١٨٧، كتاب النكاح، باب الوصاة بالنساء)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم اپنی بیویوں سے گفتگو اور مزاح کرنے میں محتاط رہا کرتے تھے۔ مبادا ہمارے بارے میں کوئی حکم نازل ہو جائے۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے (کھل کر) بات کرنا اور مزاح کرنا شروع کیا“

(بخاری)

لیکن اسلام نے جہاں عورتوں کو اتنے حقوق دیے اور ان کا کھویا ہوا مقام ومرتبہ بحال کرایا، وہیں پہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کے ذمے بہت سے فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد کیں۔ جن میں سے ایک بڑی اور اہم ذمہ داری پردہ اور حجاب ہے۔ جس سے آج کی عورت بالعموم غفلت کا شکار ہے اور اس کے برے نتائج معاشرے میں آئے روز رونما ہوتے رہتے ہیں۔ اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس بے پردگی اور برہنگی کو کوئی عیب سمجھنا تو در کنار بلکہ بسا اوقات اسے فیشن، ترقی اور جدت پسندی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا، جنوں کا خرد — جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

حالانکہ عورتوں کا زیب و زینت اور بے پردگی اختیار کر کے بازاروں اور شاہراہوں پر نکلنا یہ کوئی جدت پسندی نہیں بلکہ دقیانوسی اور قدامت پرستی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ازواجِ مطہرات کو حکم دیا کہ:

"وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى" (سورة الأحزاب، رقم الآية: ٣٣)

"اور جاہلیت کے دور جیسا اظہارِ زینت مت کرو" (احزاب)

زمانۂ جاہلیت میں عورتیں نامحرم مردوں کے لیے زیب و زینت کا اظہار اور نمائش کیا کرتی تھیں، جس سے اس آیتِ کریمہ میں منع فرمایا گیا ہے سوال یہ ہے کہ آج کی عورت بھی اگر یہی کام کرے تو زمانۂ جاہلیت کی "قدامت پرست" اور موجودہ زمانے کی "جدت پسند" عورت میں فرق کیا رہ گیا؟ لفظِ عورت کے تو معنیٰ ہی عربی لغت میں "قابلِ پوشیدہ" یعنی چھپائی جانے والی چیز کے آتے ہیں۔ لیکن آج جب عورت کے پردہ اور اس کے حجاب کی بات کی جاتی ہے تو بسا اوقات یہ شوشہ چھوڑا جاتا ہے کہ "پردہ تو دل کا ہوتا ہے"۔ ذرا ہمیں بتلایئے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر پاکیزہ دل کن ہستیوں کے ہو سکتے ہیں؟ جن کی برائت قرآن مجید خود بیان کرے ان ہستیوں سے بھی بڑھ کر امت میں باطنی پاکیزگی کسی اور کو کیا ملی ہوگی۔ لیکن اس کے باوجود صحابیات رضی اللہ عنہم کو پردہ کی تلقین فرمائی گئی۔ پس موجودہ دور میں خواتین کو پردہ کی اہمیت سمجھ کر اس پر عمل پیرا رہنے کی شدید ضرورت ہے۔

"جو شخص فضولیات میں مبتلا ہوگا، وہ کبھی ضروریات کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ یہ تجربہ کی بات ہے"

(مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

toobaa-elibrary.blogspot.com

قرآن دستورِ حیات

اللہ یار خان عشرتی

شہید کی موت، حیاتِ جاودانی ہے!

سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 154 میں شہید کی حیات بعد الوفات کا ذکر ہے۔شہید راہِ خدا میں نقد جان پیش کر کے سرخرو ہو جاتا ہے۔شہادت اللہ کی بندگی و محبت کا، انسانی سعادت کا بہت اونچا مقام ہے۔خون میں نہا کر وہ پانی کے غسل اور کفن سے بھی بے نیاز ہو جاتے ہیں۔خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی وہ نجات وسعادت کے مقام پر اللہ کے ہاں فائز ہو جاتے ہیں۔اللہ کی راہ میں جان لٹانے میں کوئی ایسی عجیب لذت اور کیف و مستی ہے کہ جنت کے مزے بھی اس کے سامنے کم ہوں گے۔جب سب جنت کی لذتوں سے لذت یاب ہو رہے ہوں گے تو شہید ہی صرف یہ تمنا کرے گا کہ میں پھر زندہ ہو جاؤں پھر راہِ خدا میں مارا جاؤں۔اس طرح بار بار ہو۔اللہ کے آخری نبی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی تمنا کی کہ میں بار بار شہید ہوتا، زندہ ہو ہو کر پھر شہید ہوتا رہوں۔ثم احییٰ ثم اقتل ،ثم احییٰ ثم اقتل ۔

آیتِ مذکورہ میں شہید کو مردہ کہنے سے منع کر دیا گیا اور ان کے لیے برزخ میں ایسی خاص قسم کی حیاۃ اور نعمتوں سے لطف اندوزی بیان ہوئی ہے جو اس عالمِ ناسوت میں ہوتے ہوئے ہمارے ادراک میں نہیں سما سکتی۔یہاں ہم خواصِ ظاہرہ و باطنہ اور عقل سے ادراک کرتے ہیں، جبکہ خود اس ناسوتی عالم میں ایسی اشیاء، ایسی موجودات ہیں جن کا ہم شعور و احساس نہیں رکھتے۔بلکہ بعض دفعہ جانور بعض دیکھنے، سننے، چکھنے والی چیزوں میں ہم سے آگے ہوتے ہیں۔مردہ کی چیخ و پکار اور قبر میں عذاب کا جانور ادراک کر لیتے ہیں، لیکن ہم نہیں کر پاتے۔فرشتے کا آنا جانا مرغ کو محسوس ہو جاتا ہے وہ اذان دینے لگتا ہے۔شیطان گدھے کو نظر آتا ہے وہ ڈھینچوں ڈھینچوں کرنے لگا ہے، جبکہ ہم اس سے انجان ہوتے ہیں۔تو برزخی حیات جو ناسوت سے آگے کی منزل ہے، وہ عام حواس سے ہم کیسے محسوس کر سکتے ہیں؟ برزخ کی عام حیات تو سب کو حاصل ہے، شہید کی حیات اس سے قوی ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

موجِ کوثر (از پیامِ مصطفیٰ آگاہ شو) حسین بامحمد

دجالی دوراور ہماری تیاری

”عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالأَعْمَالِ سَبْعًا هَلْ تُنْظَرُونَ إِلَّا إِلَى فَقْرٍ مُنْسٍ، أَوْ غِنًى مُطْغٍ، أَوْ مَرَضٍ مُفْسِدٍ، أَوْ هَرَمٍ مُفَنِّدٍ، أَوْ مَوْتٍ مُجْهِزٍ، أَوِ الدَّجَّالِ فَشَرٌّ غَائِبٍ يُنْتَظَرُ، أَوِ السَّاعَةِ فَالسَّاعَةُ أَدْهَى وَأَمَرُّ“ (سنن الترمذی ، رقم الحدیث : ۲۳۰۶، أبواب الزهد ، باب ما جاء فی المبادرة بالعمل)

وضاحت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تم عمل کرنے سے غافل ہو تو کیا اس بات کا انتظار ہے کہ ایسی دولت مندی میں مشغول ہو جاؤ جو سرکش بنا دے، یا ایسی ناداری ومحتاجی کا جو سب کچھ بھلا دے، یا ایسی بیماری کا جو حالت بگاڑ دے، یا ایسے بڑھاپے کا جو سٹھیا دے، یا اچانک آکر فنا کر دینے والی موت یا پھر دجال کے منتظر ہو اور دجال بدترین غائب حقیقت ہے جس کا انتظار (سب کو) ہے، یا منتظر ہو قیامت کے اور قیامت کا واقعہ سخت ترین حادثہ اور کڑوا ترین گھونٹ ہے۔

ابتدائی چند چیزیں تو انفراداً عموماً ہر انسان کو زندگی سے موت تک پیش آتی ہیں۔ موت پر اینڈ ہو جاتا ہے۔ دجال جس کا انتظار یہودی، عیسائی، مسلمان سب کو ہے، یعنی گزشتہ ساڑھے تین ہزار سال سے آسمانی صحیفوں، الہامی کتابوں، انبیاء کی پیشین گوئیوں میں جس کا تذکرہ ہے، اور تین بین الاقوامی آسمانی شریعتوں والی امتیں جس کی منتظر ہیں، ہم اس دجالی دور میں داخل ہو چکے ہیں۔ دجال کی آمد باقی ہے، سنبھل جائیں۔

بطاعت کوش گر عشق بلا انگیزی خواہی — متاعے جمع کن شاید غارت گر شود پیدا

toobaa-elibrary.blogspot.com